Al-Qawārīr - Vol: 06, Issue: 01,
Oct – Dec 2024

OPEN ACCESS
Al-Qawārīr
pISSN: 2709-4561
eISSN: 2709-457X
Journal.al-qawarir.com

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ضبطِ ولادت مفہوم، طریقے اور شرعی حیثیت کا تجزیہ

Contraception in the Light of Islamic Teachings: Analysis of Concept, Methods, and Legal Status

Ghulām Yaṣīn Aulakh
Assistant Professor of Islamic Studies, Government Associate College, Mankera; PhD Scholar, Gomal University, Dera Ismail Khan, Pakistan.
ʿAbdul Waheed Asad
Head of Department of Islamic Studies, Government Graduate College, 18-Hazari; PhD Scholar, University of the Punjab, Lahore, Pakistan.
Ayesha Siddiqa
Lecturer in Islamic Studies
Government Graduate College for Women, Ahmadpur East

ABSTRACT

The practice of contraception, particularly birth control, is a subject that has raised debates from both medical and religious perspectives. This research paper explores the concept of contraception in Islam, examining its permissibility, various methods, and the circumstances under which it becomes necessary or obligatory. According to Islamic teachings, birth control is not inherently impermissible, provided it aligns with the guidelines and conditions prescribed by Sharia. The paper discusses the situations where contraception is considered permissible, such as when the health of the woman is at risk, or when the family is unable to bear the burden of additional children. It also addresses circumstances like women being too weak to carry a pregnancy or when pregnancy could threaten their life. The research emphasizes that while birth control is generally allowed in specific cases, its practice without valid reasons is considered discouraged (makruh) in Islam. This paper further explores the cases where contraception becomes obligatory, such as when a doctor advises that continued childbirth poses a direct threat to the woman's health or life. In conclusion, the study provides a comprehensive view of how Islamic law addresses contraception and suggests that its practice should be contingent upon the circumstances, personal health, and well-being of the woman.

Keywords*:Contraception,Islamic teachings, birth control, Sharia, permissibility.*

CC BY

تعارف موضوع

اسلامی تعلیمات میں ضبط ولادت یا پیدائش کی روک تھام کا تصور ایک اہم موضوع ہے جس پر مختلف فقہی مکاتب فکر کی جانب سے مختلف آراء پیش کی گئی ہیں۔ اسلام میں ضبط ولادت کو صرف مخصوص حالات میں جائز قرار دیا گیا ہے، اور اس کی شرعی حیثیت کا تعین عذر کی نوعیت اور ضرورت پر منحصر ہے۔ اس تحقیق میں ہم اسلامی نقطہ نظر سے ضبط ولادت کے مختلف طریقوں، اس کی قانونی حیثیت، اور ان حالات کا جائزہ لیں گے جب اسے جائز یا واجب قرار دیا جاسکتا ہے۔ اس بات کا بھی جائزہ لیا جائے گا کہ انفرادی سطح پر کیا حالات ہیں جن میں یہ عمل جائز سمجھا جائے گا، جیسے کہ عورت کی زندگی یا صحت کو خطرہ ہو، یا جب خاندان پر مزید بچوں کا بوجھ برداشت کرنا ممکن نہ ہو۔ اس تحقیق کا مقصد ضبط ولادت کے اسلامی جائزے کو ایک واضح اور مفصل طریقے سے بیان کرنا ہے، تاکہ مختلف فقہی آراء کو بہتر طور پر سمجھا جاسکے اور اس موضوع پر موجود غیر واضح پہلوؤں کو واضح کیا جاسکے۔

ضبط ولادت: معنی و مفہوم

ضبط ولادت سے مراد یہ ہے کہ انسانی زندگی میں مصنوعی اور غیر فطری طریقے اختیار کرکے شرح ولادت کو کم کیا جاسکے تاکہ آبادی اور وسائل میں توازن قائم کرکے زندگی خوشحال بنائی جاسکے۔ ضبط کے لغوی معنی کسی شئے کو روکنا اور انگریزی زبان میں کنٹرول کرنے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

"ضبط ولادت سے مراد پیدائش کو روکنا ہے اور اسکے ذریعے ماں اور بچے کی حفاظت اور خاندان میں توازن برقرار رکھنے کیلئے بچوں کی پیدائش میں وقفہ ڈالنے کا انتظام ہے۔"[1]

وہ طریقے جن کی بدولت افزائش نسل میں رکاوٹ پیدا کیئے بغیر بچوں کی پیدائش کو محدود کیا جائے۔

ضبط ولادت کے بارے میں مولانا ابوالاعلی مودودیؒ یوں رقم طراز ہیں:

"ضبط ولادت کا مطلب ہے مقاربت تو کی جائے، مگر دواؤں یا آلات کے ذریعے سے استقرار حمل کو روک دیا جائے۔"[2]

فیملی کے اعتبار سے ایک خاندان جس قدر اولاد کی کفالت کرسکے اتنی اولاد ہونا خاندانی منصوبہ بندی کہلاتا ہے۔

"ضبط ولادت کا مطلب ادویات یا دیگر ذرائع سے منع حمل، قرار حمل کو دیر تک ملتوی رکھنے کا عمل ہے۔"[3]

"The concept or a program of limiting the size of families through the spacing or prevention of pregnancies"[4]

وقفے یا حمل کی رکاوٹ کے ذریعے خاندانوں کی تحدید کا تصور یا پروگرام خاندانی منصوبہ بندی کہلاتا ہے۔ایک مرد اور عورت اپنے نئے خاندان کی بہتری کیلئے جو کچھ سوچتے ہیں اوراس کی بنیاد پر جو عملی اقدامات اٹھاتے ہیں وہ خاندانی منصوبہ بندی میں شامل ہیں، پہلے بچے کی تمہید کب باندھی جائے؟ دوسرے بچے کیلئے کب کوشش کی جائے؟ بچوں کی تعلیم، صحت، تفریح، اور دوسری ضروریات زندگی کے تمام پہلوؤں سے متعلق منصوبہ بندی شامل ہے، اس کے برعکس اگر کسی جوڑے کے ہاں اولاد نہ ہو رہی تو اس نعمت کے حصول کی خاطر تگ و دو علاج و معالجہ بھی فیملی پلاننگ کا ایک حصہ ہے۔ ضبط ولادت (خاندانی منصوبہ بندی) کا مطلب ہے ایک اولاد کے بعد دوسری اولاد کے درمیان اتنا وقفہ رکھا جائے کہ کثرت اولاد والدین کیلئے پریشانی کا باعث نہ بنے۔

انگریزی میں اس کی تعریف یوں بیان کی گئی ہے:

> "Birth control, the voluntary limiting of human re-production using such means as contraception, postponement of marriage, sexual, abstinence, surgical sterilization and induced abortion, the term was coined in 1914.15 by the U.S. feminist Margaret Sanger."[5]

تحریک ولادت کا مقصد اور پس منظر

تحریک ضبط ولادت کا اصل مقصد نسل کی افزائش کو روکنا ہے قدیم زمانے میں اس کیلئے عزل۔ اسقاط حمل، قتل اولاد اور برہم چرج (یعنی ضبط نفس، خواہ وہ تجرد کی شکل میں ہو، یا مقاربت سے پرہیز کی شکل میں) کے طریقے اختیار کیے جاتے تھے۔ آج کل مؤخر الذکر دونوں طریقوں کو ترک کر دیا گیا ہے اور ان کی بجائے یہ طریقہ ایجاد ہوا ہے کہ مقاربت تو کی جائے مگر دواؤں یا آلات کے ذریعے سے استقرار حمل کو روک دیا جائے۔ اسقاط حمل کا طریقہ بھی کثرت کے ساتھ یورپ اور امریکہ میں رائج ہے لیکن برتھ کنٹرول کی تحریک صرف مانع حمل تدبیروں پر زور دیتی ہے۔ اور اسکو مقصد یہ ہے کہ ان تدابیر کا علم اس قدر عام کر دیا جائے اور ان کے ذرائع اس کثرت کے ساتھ فراہم کیے جائیں کہ ہر بالغ مرد اور عورت ان سے فائدہ اٹھا سکے۔

تحریک کی ابتداء

یورپ میں اس تحریک کی ابتداء اٹھارہویں صدی عیسوی کے اواخر میں ہوئی۔ اس کا پہلا محرک غالباً انگلستان کا مشہور ماہر معاشیات مالتھوس (Malthus) تھا۔ اس کے دور میں انگریز قوم کی روز بروز افزوں خوشحالی کے سبب انگلستان کی آبادی تیزی کے ساتھ بڑھنی شروع ہوئی۔ آبادی کی اس توقیر کو دیکھ کر اس نے حساب لگایا کہ زمین پر قابل سکونت جگہ محدود ہے اور اسطرح معیشت کے وسائل بھی محدود ہیں۔ لیکن نسل کی افزائش غیر محدود ہے اگر نسل اپنی فطری رفتار کے

ساتھ بڑھتی رہے تو زمین اس کیلئے تنگ ہو جائے گی، وسائل معاش کفایت نہ کر سکیں گے اور افزائش نسل کے ساتھ معیار زندگی پست ہو تا چلا جائے گا۔ لہٰذا نسل انسانی کی خوشحالی آسائش اور فلاح وبہبود کیلئے ضروری ہے کہ اس کی افزائش، وسائل معاش کی وسعت کے ساتھ متناسب رہے اور اس سے آگے نہ بڑھنے پائے۔ اس غرض کیلئے اس نے برہم چرج کے قدیم طریقے کو رائج کرنے کا مشورہ دیا۔ یعنی بڑی عمر میں شادی کی جائے اور ازدواجی زندگی میں ضبط نفس سے کام لیا جائے۔

یہ خیالات پہلی مرتبہ 1798ء میں اپنے ایک رسالہ "آبادی اور معاشرے کی آئندہ ترقی پر اس کے اثرات"
(An Essay on Population and as it Effects the Future Improvement of Society)
میں پیش کیئے تھے۔

اس کے بعد فرانسس پلاس(Francis Place) نے فرانس میں افزائش نسل کو روکنے پر زور دیا ہے۔ مگر اس نے اخلاقی ذرائع کو چھوڑ کر دواؤں اور آلات کے ذریعے سے منع حمل کی تجویز پیش کی۔ اس رائے کی تائید میں امریکہ کے ایک مشہور ڈاکٹر چارلس نولٹن(Charles Knowlton) نے 1833ء میں آواز بلند کی اس کی کتاب "ثمرات فلسفہ" (The Fruits of Philosophy) غالباً پہلی کتاب ہے جس میں منع حمل کے طبی طریقوں کی تشریح کی گئی تھی اور ان کے فوائد پر زور دیا گیا تھا۔

جدید تحریک

انیسویں صدی کے ربع آخر میں ایک نئی تحریک اٹھی جو نومالتھوسی تحریک(Neo- Malthusian Movement) کہلاتی ہے۔ ۱۸۷۲ء میں مسز اینی بیسنٹ اور اور چارلیس بریڈلا نے ڈاکٹر فولٹن کی کتاب "ثمرات فلسفہ" کو انگلستان میں شائع کیا۔ حکومت نے اس پر مقدمہ چلا دیا۔ مقدمہ کی شہرت نے عوام کو اس طرف متوجہ کر دیا۔ 1877ء میں ڈاکٹر ڈریسڈیل(Drysdale) کے زیر صدارت ایک انجمن قائم ہو گئی جس نے ضبط ولادت کی تائید میں نشرواشاعت شروع کر دی۔ اس کے دو سال کے بعد مسز بیسنٹ کی کتاب قانون آبادی(Law of Population) شائع ہوئی جس کے ایک لاکھ پچھتر ہزار نسخے پہلے ہی سال فروخت ہو گئے۔

> "1881ء میں یہ تحریک ہالینڈ، بیلجیم، فرانس اور جرمنی میں پہنچی اور اس کے بعد رفتہ رفتہ یورپ اور امریکہ کے تمام متمدن ممالک میں پھیل گئی۔ باقاعدہ انجمنیں قائم ہوئیں۔ جنہوں نے تقریر و تحریر کے ذریعے سے لوگوں کو ضبط وولادت کے فوائد اور اس کے عملی طریقوں سے آگاہ کیا۔ اس کو اخلاقی نقطہ نظر سے جائز بلکہ مستحسن اور معاشی نقطہ نظر سے مفید بلکہ قطعاً ناگزیر بتایا گیا۔ اس مقصد کیلئے دوائیں ایجاد

کی گئیں۔ آلات بنائے گئے عام لوگوں کے دست رس تک ان چیزوں کو پہنچانے کا بندوبست اور انتظام کیا گیا۔ جگہ جگہ ضبط ولادت کے مطب خانے (Birth Control Clinics) قائم کیئے گئے۔ جہاں عورتوں اور مردوں کو ضبط ولادت کے بارے میں ماہرانہ مشورے دیے جانے لگے۔ اس طرح اس نئی تحریک نے بہت جلد فروغ پالیا اور اب یہ روز بروز بڑھتی چلی جارہی ہے۔"[6]

ضبط ولادت کا مقصد

ضبط ولادت کیا ہے؟ اس کا مطلب یہ ہے مادہ تولید کو رحم (womb) تک نہ پہنچنے دیا جائے بلکہ اس باہر ضائع کر دینا۔

ضبط ولادت کے طریقے

ہر دو بچوں کے درمیان مناسب وقفہ رکھا جائے اور وسائل معاش کے اضافے کے ساتھ پیدائش اولاد کو ہم ہنگ رکھا جائے۔

اطباء نے ضبط ولادت کے ضمن میں درج ذیل دو اقسام بیان کی ہیں:

1. آلاتی طریقے
2. غیر آلاتی طریقے

1۔ آلاتی طریقے

اس سے مراد وہ طریقے ہیں جن میں کوئی بیرونی چیز استعمال کی جائے یہ ایسے آلات ہیں جو مباشرت کے مادہ منویہ کے درمیان حائل ہو کر بچے کی زندگی کی ابتداء نہیں ہونے دیتے جیسے کنڈوم وغیرہ۔

2۔ غیر آلاتی طریقے

اس سے مراد وہ طریقے ہیں جن میں مانع حمل کوئی بیرونی شیء استعمال نہ کی جائے جیسے عزل وغیرہ۔ ان دونوں طریقوں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

ضبط ولادت کے طریقوں کو دو اقسام میں تقسیم کیا گیا ہے پہلی میں مردوں کے استعمال کے طریقے اور دوسری میں خواتین کے استعمال والے طریقوں پر بحث کی جائے گی۔

مردوں کے استعمال والے طریقے

محفوظ ایام کا طریقہ

محفوظ ایام کے طریقہ سے مراد یہ ہے کہ جب انڈا رحم کے اندر پیدا ہو تو اس وقت جماع سے احتراز کرنا چاہئے، جدید تحقیقات سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ 48 گھنٹے بعد حیوانات منویہ میں سے کوئی مادہ منویہ کا جرثومہ زندہ نہیں رہتا۔ ان حقائق کو جاننے کے بعد ہمارے پاس منصوبہ بندی کی عملی صورتحال کیلئے درج ذیل نکات ہیں:

1۔ عورت کا انڈا تقریباً چودھویں روز پیدا ہوتا ہے۔

2۔ انڈے سے بچہ بننے کا امکانات 24 گھنٹوں کے اندر تک ہیں۔

3۔ ان اوقات کے بعد یہ خود بخود تلف ہو جائے گا۔

جبکہ کچھ لوگ کیلنڈر دیکھ کر حساب لگا کر یا کچھ علامات دیکھ کر ان اوقات میں ملاقات نہیں کرتے جن اوقات عورت کے حاملہ ہونے کا امکان زیادہ ہو ایسا کرنے کیلئے عورت کو اپنے ایام ماہواری کی نشاندہی کیلئے کیلنڈر کا سہارا لینا پڑتا ہے۔ عورت کیلنڈر پر ایام ماہواری کی تاریخوں کی نشاندہی کر دیتی ہے۔ جس سے وہ اندازہ لگا سکے گی کہ اس کی اگلی ماہواری کب ہے تو اسکو اور اسکے شوہر کو یہ ماہواری آنے کے بعد نویں دن سے انیسویں دن تک ملاپ سے پرہیز کرنا ہوگا۔ ورنہ حمل کا مکان زیادہ ہوگا۔ اور اگر کوئی عورت حاملہ ہونا چاہئے تو استقرار حمل کا یہ بہترین وقت ہے۔

اس طریقہ میں قباحت یہ ہے کہ یہ زیادہ مؤثر نہیں ہے کیونکہ انسانی جسم کوئی مشینری نہیں ہے جو ہر ماہ ایک سا عمل کرے۔۔ بلکہ ماہواری کے ایام میں عموماً تبدیل ہوتی رہتی ہے۔ اس لئے ماہرین اس طریقہ پر سو فیصد بھروسہ نہیں کرتے۔

نقصانات

اس طریقہ کا تردد یہ ہے کہ اس میں ماہواری کا باقاعدہ حساب رکھنا پڑتا ہے۔ جس کے بغیر یہ طریقہ اختیار کرنا مناسب نہیں ناخواندہ خواتین کیلئے اس طریقہ پر عمل کرنا مشکل ہے دوسرا مسئلہ اس میں یہ ہے کہ یہ طریقہ صرف ان عورتوں کیلئے فائدہ مند ہے جن کو باقاعدہ ماہواری آتی ے۔ اس طریقے میں لمبے عرصے کیلئے ملاپ سے پرہیز کرنا پڑتا ہے۔

کنڈوم (Condom)

کنڈوم کے معاشرے میں کئی نام معروف ہیں، جن میں کنڈوم، فرنچ، لیدر غلاف، ساتھی، وغیرہ۔

کنڈوم ربڑ کا بنا ہوا غلاف ہوتا ہے، جو ملاپ کے وقت مرد کے عضو تناسل پر چڑھالیا جاتا ہے۔ مرد کی منی خارج ہو کر تمام جرثومہ حیات کے ساتھ اس میں جمع ہو جاتی ہے۔ اور عورت کی بچہ دانی میں نہیں پہنچ سکتی۔

ناکامی کی شرح

وہ جوڑے جو اس طریقہ پر عمل کرتے ہیں یعنی کنڈوم کا استعمال کرتے ہیں۔ ان میں ناکامی کی شرح HMY0.716 ہے۔

فوائد

اس طریقہ کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس سے متعدد ی جنسی امراض خصوصاً ایڈز سے تحفظ دیتا ہے۔ کنڈوم کا باقاعدہ استعمال (Curricle carcinoma) جیسے موذی مرض کے خطرات کم ہو جاتے ہیں۔

نقصانات

جہاں کنڈوم کے فوائد میں تو وہاں بعض نقصانات بھی موجود ہیں۔ یہ بات ممکن ہے کہ میاں بیوی میں سے کوئی فریق اس کو استعمال کرنا پسند نہ کرتا ہو۔ اس بات کا بھی خدشہ موجود ہے کہ استعمال کے دوران کنڈوم پھٹ جائے نیز اس بات کا بھی امکان ہے کہ استعمال کے دوران یہ عورت کے جسم کے اندر رراہ جائے۔

امساک بالجبر

بعض استوائی علاقوں میں یہ دستور ہے کہ مرد انزال کے وقت اپنے ہاتھ سے آلہ تناسل کی جڑ کو مضبوطی سے پکڑ کر اتنے زور سے دباتا ہے کہ مادہ منویہ باہر نہیں نکل سکتا۔ لیکن یہ طریقہ نہایت ہی غیر موزوں اور نہایت ضرر رساں ہے۔ جس پر بھروسہ کرنا درست نہیں ہے۔

عزل

عزل سے مراد ہے کہ کہ انزال کے وقت مرد اور عورت کا علیحدہ ہو جانا تاہم انزال سے قبل کچھ جرثومہ حیات عورت کے رحم میں داخل ہو سکتے ہیں، اور عورت حاملہ ہو سکتی ہے۔ اسکے علاوہ کبھی کبھار ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ عین موقع پر مرد اور عورت علیحدہ نہ ہو سکیں اس لیئے یہ کوئی کامیاب طریقہ نہیں ہے۔

مشہور پروفیسر ڈاکٹر ارشد چوہان اس سلسلہ میں اپنی کتاب (Fundamental of Gynecology) میں یوں رقم طراز ہیں:

> "اس طریقہ یعنی عزل سے فریقین کو اطمینان حاصل نہیں ہوتا اور اضطرابے چینی اور جذباتی ہیجان کی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔"[7]

عزل پر اعتراضات

1۔ رطوبت جماع کے دوران آہستہ آہستہ پیشاب کی نالی سے رستی رہتی ہے اس لیے یہ امکان موجود ہو سکتا ہے کہ اس مذی کے ساتھ حیوانات منویہ موجود ہوں جو استقرار حمل کا باعث بن جائیں۔

2۔ عضو تناسل کو انزال کے وقت باہر نکالنا بعض اوقات بڑا مشکل مرحلہ بن جاتا ہے۔ ان حالات میں مخالف جنس کو مکمل تسکین حاصل نہیں ہو سکتی۔

3۔ عزل سے لذت نامکمل راہ جاتی ہے۔ اس لئے اعصاب میں تھوڑا بہت کھچاؤ باقی رہ جاتا ہے۔ جو بعد میں تردد کی کیفیت اور زیادہ دیر تک عمل پیرا ہونے کی صورت میں پیشاب کی نالی کے پچھلے حصہ میں خون ٹھہراؤ پیدا کر کے سرعت انزال کا باعث ہو تا ہے۔

4۔ جن لوگوں کو انزال جلد ہو جاتا ہو ان کیلئے اتنا کنٹرول ممکن نہیں ہو تا اس لئے وہ عضو تناسل کو باہر نکالنے سے پہلے ہی منزل ہو جاتے ہیں۔

5۔ بعض ماہرین کا خیال ہے کہ مادہ تولید میں عورت کی نشوونما کی غذائیت کا عنصر موجود ہو تا ہے، اس لئے اگر مادہ منویہ وہاں تک مطلقاً نہ جائے تو بیوی ایک اہم جوہر سے محروم راہ جائے گی۔

مردوں کی نس بندی (آپریشن)

حیوانات منویہ کی پیدائش فوطوں کے ایک خاص حصے میں ہوتی ہے۔ اسلئے اس حصہ کو جانے والی خون کی نالی کاٹ لی جائے تو وہاں پر مادہ حیوانات کی پیدائش موقوف ہو جائے گی کیونکہ مادہ حیوانات پیدا کرنے والی فیکٹریوں تو انائی اور حیوانات کی ساخت کیلئے خام مال خون کے ذریعے حاصل ہو تا ہے۔ جب انہیں خون ملنا بند ہو جائے گا تو وہ نہ صرف اپنا کام جاری نہ رکھ سکیں گے بلکہ فیکٹری انحطاط پزیر ہو جائے گی۔ اس لئے یہ آپریشن ضبط تولید کیلئے نہایت قابل اعتماد حل ہے۔

فوائد

اس کے درج ذیل فوائد ہیں:

1۔ یہ ایک معمولی سا آپریشن ہے جو کہ مختصر وقت میں ہو جاتا ہے۔

2۔ یہ طریقہ سو فیصد مؤثر اور مستقل ہے۔

3۔ یہ طریقہ نہایت آسان اور سادہ ہے۔

4۔ آپریشن کے بعد تمام مردانہ خصوصیات باقی رہ جاتی ہیں اور ازدواجی تعلقات متاثر نہیں ہوتے۔

مردوں کیلئے مانع حمل ادویہ

شکاگو یونیورسٹی میں ایمونیائی ترشہ میں فاسفورس کے بعض اجزاء شامل کرکے ایسا مرکب تیار کیا گیا ہے جس کی ایک گولی کھانے سے ہفتہ بھر مادہ حیوانات کی پیدائش رک جاتی ہے لیکن اس گولی کے مضر اثرات (Side effects) بھی سامنے آئے ہیں اس لئے یہ زیادہ مؤثر ثابت نہیں ہوتی۔

عورتوں کے استعمال کے طریقے

رضاعت

یہ ایک حقیقت ہے کہ عورت جب اپنے بچے کو دودھ پلا رہی ہو تو عام طور پر ان ایام میں حمل نہیں ہو سکتا۔ بعض ماہرین یہ بھی مشورہ دیتے ہیں کہ ان ایام میں کسی خاص قسم کی کوئی تدبیر اختیار نہیں کرنی چاہئے۔ لیکن یہ تدبیر قابل بھروسہ نہیں یہ بات مشاہدہ میں آئی ہے کہ ایام رضاعت میں بھی حمل ٹھہر سکتا ہے۔ جب عورت باقاعدگی سے بچے کو دودھ پلا رہی ہو تو اسکے حاملہ ہونے کا خدشہ کم ہوتا ہے۔ خاص طور پر بچہ پیدا ہونے کے چھ ماہ بعد تک۔ تاہم دودھ پلانے والا طریقہ زیادہ قابل بھروسہ نہیں۔ بچے کی پیدائش کے بعد کسی وقت بھی عورت حاملہ ہو سکتی ہے۔ چاہے وہ بچے کو دودھ ہی کیوں نہ پلا رہی ہو۔

آسن

ضبط تولید کی بعض کتابوں میں اور مقامی کہاوتوں کے مطابق یہ احساس پایا جاتا ہے کہ جماع کے دوران بعض ایسے زاویے استعمال کیے جاسکتے ہیں جنکی وجہ سے حمل ہونے کا خدشہ باقی نہیں رہتا۔ پنجاب کی جاٹ عورتیں ضبط تولید کیلئے جماع کے فوراً بعد چار مرتبہ اچھل کود کر یہ تصور کر لیا کرتی تھیں کہ انہوں نے مادہ تولید کو اپنے جسم سے باہر پھینک دیا ہے۔ حالانکہ یہ بات بالکل درست نہیں ہے۔ جب عورت انزال ہوتی ہے تو رحم کے منہ سے آگے سے رکاوٹیں دور ہو کر نالی کھل جاتی ہے۔ اس لئے مادہ منویہ کی قربت حمل کا باعث ہوسکتی ہے اس لئے یہ طریقہ ناقابل بھروسہ ہے۔

عورتوں کی طرف سے عدم تعاون

بعض عورتوں میں یہ بات مشہور ہے کہ اگر دوران جماع عورت عدم تعاون کا اظہار کرے تو حمل ہونے کا امکان نہیں رہتا، یہ مفروضہ غلط ہے زنا بالجبر میں عورت کا تعاون نہیں ہوتا لیکن تجربات اس بات کے مشاہد ہیں کہ اس سے بھی عورتیں حاملہ ہوئی ہیں۔

حقنہ اور تغسیل

حقنہ اور غسل بذات خود منویہ حیوانات پر اثرانداز نہیں ہوتے، مگر جب پانی تیزی کے ساتھ اندر سے باہر آتا ہے۔ تو اندر کی مادئ رطوبتیں بہا کرلے جاتا ہے۔اس سے مادہ منویہ بھی بہاؤ کے ساتھ ڈھل کر باہر آجاتا ہے مندرجہ ذیل ادویہ بھی پانی میں گھول استعمال کی جاسکتی ہیں۔صابن، نمک، پھٹکڑی، سرکہ، ست لیموں، لیکٹک ایسڈ اور کونین اس طریقہ میں 20 فیصد کامیابی ہے۔

مانع حمل ادویہ

عورت کے جسم کے اندر رکھنے والی گولی

عصر حاضر میں بعض اس طرح کی گولیاں تیار کی گئی ہیں اگر جماع سے قبل عورت کے جسم کے اندر رکھ لے تو اس سے حمل نہیں ٹھہرتا ان گولیوں کے نام (Spec tone, Gymomin) وغیرہ ہیں۔ان گولیوں کا اثر تقریباً ایک گھنٹہ تک رہتا ہے اس کے بعد اس کا اثر زائل ہو جاتا ہے جن حضرات کو سرعت انزالی کی شکایت ہو یا جن کا مادہ منویہ بہت قلیل ہو ان کیلئے یہ گولیاں اتنی مفید نہ ہو سکیں گی ان مشکلات کی وجہ سے گولیاں خود قابل اعتماد نہیں۔

عورتوں کیلئے کھانے والی گولیاں

بچوں کی پیدائش میں اپنی خواہش کے مطابق وقفہ رکھنے کیلئے کھانے والی گولیاں بے ضرر، با اثر، اور قابل اعتماد طریقہ ہے۔

مانع حمل انجیکشن

مانع حمل انجیکشن بالکل اس طرح عمل کرتا ہے، جس طرح مانع حمل گولی بیضہ دانی میں انڈہ پیدا نہیں ہوتا۔ اور عورت حاملہ نہیں ہوتی اس انجیکشن میں صرف ایک ہارمون ہوتا ہے۔پاکستان میں دو طرح کے انجیکشن استعمال ہوتے ہیں۔

1. ڈیپو پروویرا Depo provera جو تقریباً ہر پچاسی 85 دن کے بعد لگوایا جاتا ہے۔
2. نریجسٹ Norigest جو کہ تقریباً پچپن 55 دن کے بعد لگایا جاتا ہے۔

چھلایا IUDC(Intra Uterine Contra captive device)

چھلایا IUDC ایک ایسا آلہ ہوتا ہے جسے کوئی ماہر ڈاکٹر یا نرس عورت کی بچہ دانی میں رکھ دیتی ہے تاکہ غیر ضروری حمل نہ ہو اس کو رحم میں رکھنے کیلئے چند منٹ لگتے ہیں۔اس کو لگانے کیلئے ہلکی سی بے چینی محسوس ہوتی ہے لیکن کوئی زیادہ تکلیف نہیں ہوتی۔اس کے بعد ضبط ولادت کیلئے کسی اور طریقہ کی ضرورت نہیں پڑتی۔پاکستان میں عموماً پلاسٹک کے بنے ہوئے چھلے ہوتے

ہیں۔یاپھرپلاسٹک کے ساتھ ساتھ تھوڑاساتانباشامل ہوتاہے۔اسکو کاپرٹی(Copper T)کہتے ہیں۔ہرچھلا میں دھاگہ بندھاہواہوتاہے۔

جھاگ

یہ مانع حمل جھاگ بوتل میں دباؤکے تحت بند ہوتاہے۔اس بوتل کے ساتھ ایک سرنج ملتی ہے۔جس کے ذریعے جھاگ کوبوتل سے نکالا جاتاہے جھاگ کااستعمال نہایت آسان ہے اس کوضرورت سے پانچ منٹ قبل استعمال کیاجاناچاہئے اورہربار ضرورت سے قبل یہ طریقہ استعمال کرناضروری ہے۔جھاگ کاطریقہ عارضی ہے اورباقاعدہ استعمال کی صورت میں بااثررہتاہے۔

ڈایافرام

جس طرح مردوں کے استعمال کیلئے کنڈوم ہوتے ہیں اس طرح عورتوں کے استعمال کیلئے ڈایافرام بنائے گئے ہیں جن کے دونوں جانب رنگ ہوتے ہیں ان کے مختلف سائز ہوتے ہیں۔ڈایافرام جماع سے تین گھنٹے قبل رکھناچاہئے اورزیادہ سے زیادہ24 گھنٹے بعداس کواتاردیاجائے باربا جماع کیلئے(Spermicide)استعمال کیاجاتاہے اس کے فوائدمیں بیان کیاگیاہے کہ ڈیافرام نہ صرف ضبط تولید کے مقصد کیلئے کام آتاہے بلکہ متعدی امراض سے دفاع کاکام بھی دیتاہے۔اور خصوصاًلیکوریاکوختم یاکم کردیتاہے۔

عورتوں میں آپریشن

انڈہ بیض میں پیداہوتاہے اور منویہ حیوانات جاکرانڈے کی نالیوں میں انڈے کوبارآور کرتے ہیں منویہ حیوانات کے راستے میں رکاوٹ ڈالنے اورانڈہ کوزرخیز ہونے کیلئے نالیوں میں منہ بند ہونے سے نہ تومنویہ حیوانات ان میں داخل ہوکر انڈے کی جانب کوچ کرسکتے ہیں اورنہ انڈہ رحم کے اندرداخل ہوسکتاہے۔

1۔انڈے کی نالیاں جس مقام پررحم کے اندرداخل ہوتی ہیں اس مقام کو بجلی سپلائی سے جلاکر دونوں طرف نالیوں کے منہ بندکردیے جاتے ہیں۔نالیوں کے منہ بند ہونے کی وجہ سے مادہ منویہ نہ ان میں داخل ہوسکتاہے۔اورنہ انڈے کی جانب کوچ کرسکتاہے۔اورنہ انڈارحم کے اندرداخل ہوسکتاہے گویاہر طریقہ کافی حدتک قابل اعتماداور کامیاب ہے۔

نالیاں باندھنا

مبیض سے نکل کر رحم کو جانے والے انڈے کی نالی کو پیٹ پھاڑ کر باندھ دینا اور رکاوٹ دینا بھی ایک طریقہ ہے۔یہ آپریشن لمباتو ہوتا ہے لیکن بعد میں کوئی خرابی پیدا نہیں ہوتی کیونکہ اس صورت میں مبیض صحیح سالم موجود ہے۔انڈے بھی پیدا ہوتے ہیں فرق صرف اتنا ہے کہ منویہ حیوانات وہاں تک جا کر انڈے کو بارآور نہیں کرسکتے اس لئے کہ راستہ مسدود کر دیا گیا ہے۔

جدید آپریشن

جدید آپریشن میں انڈہ لانے والی نالی(ٹیوب)ایک خاص دھاگے سے باندھ دی جاتی ہے یا کاٹ کر دونوں سرے الگ الگ باندھ دیے جاتے ہیں۔اس طرح مرد کے جرثوموں کو زنانہ انڈے تک پہنچنے کا راستہ نہیں ملتا۔آج کل عورتوں کا یہی آپریشن کیاجاتاہے کیونکہ اس میں پیٹ کو کاٹا نہیں جاتا۔یہ ایک معمولی آپریشن ہے۔اس لئے چند گھنٹوں بعد عورت کر گھر بھیج دیاجاتاہے۔اس طریقہ کے مندرجہ ذیل فوائد ہیں:

1۔یہ طریقہ سو فیصد مؤثر ہے۔

2۔یہ طریقہ مستقل ہے اسکے بعد کسی دوسرے طریقے کی ضرورت نہیں رہتی۔

3۔یہ طریقہ نہایت ہی سادہ اور آسان ہے۔

4۔اس پر کوئی خرچ نہیں آتا بلکہ یہ خدمت ادارہ خود مفت پیش کرتا ہے۔

5۔اس طریقہ کو اپنانے کے بعد عورت کو کسی قسم کی کمزوری یا تکلیف کی شکایت نہیں ہوتی۔

6۔ماہواری میں باقاعدگی رہتی ہے۔

7۔میاں بیوی کے تعلقات پر کوئی پابندی نہیں۔

8۔تحقیق سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ اس عمل کے کوئی ضمنی اثرات نہیں۔

ضبط ولادت کی شرعی حیثیت

شرعی حیثیت سے ضبط وکادت کے مندرجہ ذیل تین طریقے ہیں۔

1۔مصنوعی بانجھ پن 2۔عزل یا منع حمل 3۔اسقاط

1۔ مصنوعی بانجھ پن اور اسکا حکم(Sterilization)

تولیدی صلاحیتوں کو قطع کرنے کا عمل مرد اور عورت دونوں میں کیا جاتا ہے۔عورت میں اس مقصد کیلئے تین قسم کے آپریشن کیئے جاتے ہیں۔جبکہ اس ضمن میں ڈاکٹر عبد الواحد نے جدید فقہی مضامین میں درج ذیل طریقے بیان کئے ہیں:

"(1)رحم کو کاٹ کر جدا کرنا(Hysterectomy)

(2)رحم کی نالیوں کو بند کرنا(Tubal ligation)

(3)رحم کی نالیوں کو گرہ دے کر قطع کرنا(Resection with ligation)

مردوں کے لئے جو طریقے رائج ہیں۔

(1)آپریشن(Vasectomy)

(2)پہلے زمانے میں اختصاء یعنی خصتین کو کاٹ کر جدا کرنا۔(Castration)"[8]

مصنوعی بانجھ پن کا شرعی حکم

ضبط تولید کا یہ طریقہ خواہ مرد کیلئے اختیار کیا جائے یا عورت کیلئے ناجائز و حرام ہے۔اس کے ثبوت میں مندرجہ ذیل احادیث مبارکہ ہیں۔

1۔"عن عبداللہ بن مسعودؓقال کنا نغدومع رسول اللہ ﷺ لیس معنانساء فقلنا الا نختص فنهاناعن ذالک۔"[9]

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ ﷺ عیاد کیا کرتے تھے اور ہمارے ساتھ ہماری بیویاں نہیں ہوتی تھیں(جوانی کے تقاضے سے جنسی خواہش ہمیں پریشان کرتی تھی)اس لیئے ہم نے رسول اللہ ﷺ سے اجازت چاہی کہ ہم اختصاء کرلیں۔رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس سے منع فرمایا۔

2۔"عب ابی ہریرۃؓ قال قلت یارسول اللہ ﷺانی رجل شاب و انااخاف علی نفسی العنت ولااجدمااتزوج به النساء کانه یستاذنه فی الاختصاء قال فسکت عنی---------------------الخ"[10]

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے کہایارسول اللہ میں جوان مرد ہوں اور مجھے اپنے اوپر زنا کا اندیشہ ہے اور میرے پاس کچھ مال نہیں کہ جس سے کسی عورت سے نکاح کر سکوں (لہذا آپ مجھے اختصاء اجازت مرحمت فرمادیجئے)رسول اللہ ﷺ نے میری بات پر سکوت فرمایا۔میں نے پھر بات کی تو رسول اللہ ﷺ نے پھر سکوت فرمایا۔

میں نے پھربات وہی کی تورسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایاکہ اے ابوہریرہؓ جوکچھ تمہارے ساتھ ہونے والاہے وہ لکھاجاچکاہے۔

اگربرائی ہونالکھاجاچکاہے تووہ نہ کسی طرح ہوجائے گی خصی ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑے گااوراگربرائی سے بچنالکھاہے توخصی ہوئے بغیر بھی بچاؤہوجائے گا۔توایساعمل کرنے سے کیاملتا۔فائدہ جس میں اللہ تعالی کی ناراضگی ہواوربرائی سے بچاؤیقینی نہ ہواس حقیقت کوجان لینے کے بعدپس اب تم(خودفیصلہ کروکہ)اختصاءکرویارہنےدو۔

3۔قرآن مجیدمیں ارشادباری تعالیٰ ہے کہ شیطان نے کہا:

"وَلَاٰمُرَنَّہُمْ فَلَیُغَیِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰہِ۔[11]"

ترجمہ:اورمیں انہیں حکم دوں گااوروہ میرے حکم سے خدائی ساخت میں ردوبدل کریں گے۔

مصنوعی بانجھ پن کے مذکورہ بالاہرطریقے میں یاتوصورت کی یاصفت کی تبدیلی اورتغیرملتی ہے۔اس کے برعکس اگرمندرجہ ذیل صورت حال کاسامناہوتومصنوعی بانجھ پن جائزہے۔

(1)"اگرکسی شدیدمرض مثلاًرحم کی نالیوں کاسرطان یارحم کی رسولیاں ابتدائی مراحل میں مرض ہوتواس صورت میں رحم کوکاٹ کرجداکیاجائےیعنی(Hysterectomy)کی جائےتوجائزہے۔

(2)جب کوئی بچی یاعورت دیوانی ہویاذہنی طورپربالکل پسماندہ ہوجیسے(down’s syndrome)میں ہوتاہےاوراس کونہ اپنی کچھ ہوش ہواورنہ ہی اس کوطہارت کاکچھ خیال ہوتوحیض کی نجاست اورطہارت کے مسئلہ سے بچنےکیلئے اس کارحم نکالاجاسکتاہے۔کیونکہ اس کے نکالنے میں اصلاح واحوال مقصودہے۔غرض فاسدمقصودنہیں ہے۔"[12]

منع حمل اوراسکاحکم(Contraception)

منع حمل کیلئے موجودہ دورمیں کئی طریقےنافذالعمل ہیں عزل(Cuitus interrupt us)بھی اس میں شامل ہے۔خاص خاص ضرورتوں کے تحت شخصی،انفرادی طورپرکوئی مانع حمل طریقہ اختیارکرناجائزہے مثلاً

(1)عورت اتنی کمزورہوکہ حمل کابوجھ برداشت نہیں کرسکتی۔

(2)عورت کسی دوردرازکے سفرمیں ہے،یادورکے پرمشقت سفرمثلاًحج کامقصدہے۔

(3)کسی ایسے مقام میں ہے،جہاں پرقیام وقرارکاامکان نہیں خطرہ لاحق ہے۔

(4)زوجین کے باہمی تعلقات ہموارنہیں علیحدگی کاقصدہے۔

"ان سب اعذار کا خلاصہ یہ ہے کہ انفرادی طور پر کسی شخص کو عذر پیش آجائے تو عذر کی حد تک اس طرح کا عمل بلا کراہت جائز ہے، بغیر عذر کے یہ عمل مکروہ ہے۔ اس طرح عذر دور ہو جانے کے بعد بھی اس پر مداومت مکروہ ہے۔"[13]

منع حمل کے بارے میں مندرجہ ذیل روایات احادیث مبارکہ میں ملتی ہیں۔

"عن ابی سعیدالخدری قال خرجنامع رسول اللہ ﷺ فی غزوۃ بنی المصطلق فاصبناسببا----- واجبناالعزل فاردناان نعزل وقلنانعزل ------الخ"[14]

حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے اپنی کنیزوں سے عزل کرنا چاہا تاکہ گھر کے دوسرے کاموں میں حرج پیش نہ آئے مگر یہ مناسب معلوم نہ ہوا کہ آنحضرت ﷺ سے دریافت کیئے بغیر ہم ایسا کریں۔ آپ ﷺ سے سوال کیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر تم ایسا نہ کرو تو اس میں تمہارا نقصان نہیں کیونکہ جو جان پیدا ہونے والی ہے وہ تو ضرور ہو کر رہے گی۔

"عن ابی سعیدالخدری قال سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن العزل فقال مامن کل الماء یکون الولدواذاارادالله خلق شیء لم یمنعه شیء[15] "

حضرت ابو سعید خدریؓ سے دوسری روایت ہے کہ کہ رسول اللہ ﷺ سے عزل کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہر نطفہ سے تو بچہ پیدا نہیں ہوتا اور جب اللہ تعالی کسی کو پیدا کرنا چاہتے ہیں تو کوئی طاقت اسے روک نہیں سکتی۔ مطلب یہ ہے کہ جس نطفہ سے اللہ تبارک وتعالی نے بچہ کو پیدا کرنا ہو گا وہ ضرور پیدا ہو گا۔ وہ نطفہ ضرور اپنے مستقر پر پہنچ کر حمل بنے گا۔ اس کے لئے خواہ ساری دنیا کے لوگ جتنی ہیں تدبیریں اپنائیں ہر گز کامیاب نہ ہوں گے۔

"عن جابرقال کنانعزل والقرآن ینزل وزادمسلم فبلغ ذالک النبی فلم ینهنا۔"[16]

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ ہم اس زمانے میں عزل کرتے تھے جب کہ قرآن کا نزول جاری تھا۔ صحیح مسلم کی دوسری روایت میں اتنا اور ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو ہمارے اس عمل کی اطلاع ہوئی تو آپ نے منع نہیں فرمایا۔

"عن جذامة بنت وهبؓ قالت------سئلوه من العزل فقال رسول اللہﷺذالک الوادالنخفی وهی واذاالموؤدة سئلت۔"[17]

جذامہ بنت وھبؓ سے روایت ہے کہ کچھ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے عزل کے بارے میں سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ تو خفیہ طور پر اولاد زندہ در گور کر دینے کے حکم میں ہے اور آیت قراءت "واذالموءدۃ سئلت" اس کو شامل ہے۔

یعنی اگرچہ ظاہر اور حقیقت کے اعتبار سے موودۃ نہیں مگر اسی مقصد کا ایک پوشیدہ راستہ ہے جس کیلئے لڑکیوں کو زندہ در گور کرتے تھے۔

حضرت جزامہؓ کی روایت اس عمل کی ظاہراً کراہت ظاہر ہوئی جبکہ ماقبل روایتوں سے اس عمل کا جواز ملتا ہے۔ مگر اس میں ناپسندیدگی ثابت ہے۔ حاصل یہ ہوا کہ یہ عمل جائز تو ہے مگر شرعاً مکروہ اور ناپسندیدہ عمل ہے۔ ہاں اگر کوئی قابل اعتبار عذر ہو تو کراہت باقی نہ رہے گی۔

3۔ اجتماعی طور پر اس کی ترویج بہر حال ناپسندیدہ اور مکروہ ہے اور اس کو قوم کی فلاح و ترقی قرار دینا قرآن و سنت کی تعلیمات کا مقابلہ کرنے کے مترادف ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

" وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا[18]"

ترجمہ: زمین میں چلنے والا کوئی جاندار ایسا نہیں ہے جس کا رزق اللہ کے ذمہ نہ ہو اور جس کے متعلق وہ نہ جانتا ہو کہ کہاں وہ رہتا ہے اور کہاں وہ سونپا جاتا ہے۔

سید قطب شہید اپنی تفسیر فی ظلال القران میں اس آیت کی تفسیر کے ضمن میں یوں تحریر فرماتے ہیں۔

"اس آیت میں اللہ تعالیٰ کے کامل کا ذکر نہیں بلکہ اس کے ساتھ ہر جاندار کے رزق کر ذکر بھی ہے وہ مخلوقات جن کے تصور سے بھی خیال عاجز رہتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ان سب کی ذمہ داری مجھ پر ہے کہ میں ان کو ہر ضروری چیز مہیا کروں۔ اللہ تعالیٰ نے اس زمین ان تمام مخلوقات کی حاجات کے پورے کرنے کا سامان رکھ دیا ہے، بری مخلوقات کو رزق خشکی میں اور بحری کو سمندر میں ملتا ہے، ہوا کے پرندوں کے رزق کا بھی کیا حقہ ہو نظام موجود ہے، تمام مخلوقات میں اللہ تعالیٰ نے یہ طاقت پیدا فرمادی ہے کہ وہ اپنے ماحول سے اپنے رزق کو حاصل کرے[19]"۔

قرآن مجید میں دوسرے مقام پر یوں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

" وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُهُ وَمَا نُنَزِّلُهُ إِلَّا بِقَدَرٍ مَعْلُوم[20]"

ترجمہ: کوئی چیز ایسی نہیں جن کے خزانے ہمارے پاس موجود نہ ہوں اور ہم ان میں سے ایک مخصوص مقدار نازل کرتے ہیں۔

ان آیات قرآنیہ سے واضح اور ظاہر ہوا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اس عالم میں جتنی جانیں پیدا فرماتے ہیں۔ ان کے رزق کا سامان بھی پیدا فرماتے ہیں البتہ انسانوں کا کام صرف اتنا ہے کہ اختیاری اسباب کی حد تک زمین کی پیداوار کو بڑھانے کی کوشش کریں

غلہ اور سامان کو بچانے کی فکر کرے اور حاصل شدہ سامان کی تقسیم عدل، انصاف کے ساتھ کریں تاکہ کوئی محروم نہ راہ جائے اگر کوئی محروم رہتاہے کہ وہ انسانوں کی اپنی ذمہ داری پوری نہ کرنے کے باعث ہے۔

4۔اگر کوئی ایسی غرض یاایساخود ساختہ عذر ہو جو اسلامی اصولوں کے خلاف ہو تو یہ عمل ناجائز ہے۔ مثلاً

(1)اگر لڑکی ہوگی تو معاشرہ میں بدنامی ہوگی۔

(2)مفلسی کے وہم اور ڈر کی وجہ سے۔

اسقاط حمل(Abortion)اوراسکا حکم

حمل کے استقرار کے بعد جب ایک صد بیس (120) دن گزر جائیں تو جنین کے اندر روح پھونک دی جاتی ہے۔اور اسکے بعد اسقاط حمل بالکل حرام ہے۔اور اسکا مرتکب قتل کا مرتکب شمار ہوگا۔اس بات کا ثبوت حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی اس روایت سے ہوتا ہے۔حدیث مبارکہ:

> **"عن ابن مسعودؓقال حدثنارسول اللهﷺان خلق احدكم يجمع فی بطن امه اربعين يوماً نطفة-------الخ"**[21]
>
> ترجمہ:حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے بیان کیا کہ تم میں سے ہر ایک کی ابتدائی تخلیق اس کے ماں کے پیٹ میں نطفہ کی صورت میں چالیس دن تک جمع رہتا ہے پھر اتنے ہی دنوں میں علقہ (جما ہوا خون) ہو جاتا ہے، پھر اتنے ہی دنوں میں گوشت کا لوتھڑا ہو جاتا ہے پھر اس کی طرف ایک فرشتہ بھیجا جاتا ہے جو اس میں روح پھونکتا ہے اور اسے چار باتوں کا حکم دیا جاتا ہے--------الخ

لہٰذا اس مدت کے بعد اسقاط حمل بالکل حرام ہے اور اس کا مرتکب قتل کا مرتکب ہوگا۔اس مدت سے پیشتر یہ فعل کوئی قابل اعتبار شرعی عذر ہو تو جائز ہے۔لیکن شرعی عذر کے بغیر مکروہ ہے۔اگرچہ اس کا مرتکب قتل نفس میں ماخوذ نہ ہوگا۔

اور اگر کوئی قابل اعتبار شرعی عذر ہو تو اس مدت سے قبل اسقاط جائز ہے۔

قابل اعتبار شرعی عذر کی چند مثالیں درج ذیل ہیں

1۔حمل کے ظہور کے بعد عورت کا دودھ ختم ہو جائے اور پہلے موجود شیر خوار بچے کے باپ میں کسی (انا) دائیہ کو اجرت پر رکھنے کی استطاعت نہ ہو۔اور دیگر متبادل وسائل نہ ہونے کی بناء پر بچے کی ہلاکت کا اندیشہ نہ ہو۔

2۔ حمل ٹھہر گیا ہو لیکن بعض امراض کی بناء پر حمل کے بار کا تحمل نہ ہو۔

3۔ بچے کے ناقص الخلقت ہونے کا قوی احتمال ہو۔"[22]

ضبط تولید اور مولانا غلام رسول سعیدی

"خاندانی منصوبہ بندی کو کسی عام قانون کے ذریعے جبراً مسلمانوں پر لاگو کرنا جائز نہیں۔ البتہ انفرادی طور پر محض حالات کے تحت ضبط تولید کی کل بارہ صورتیں بنتی ہیں جن میں سے دو ناجائز، آٹھ جائز اور دو صورتوں میں سلسلہ تولید ختم کرانا واجب ہے۔"[23]

ضبط تولید کی ناجائز صورتیں

1۔ کوئی شخص تنگی رزق (خشیۃ املاق) کے خوف کی وجہ سے ضبط تولید کرے یہ اس لئے ناجائز ہے کہ اس کی حرمت کی علت ہونا قرآن مجید میں منصوص ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ إِمْلَاق"[24]

ترجمہ: اپنی اولاد کو افلاس کے اندیشے سے قتل نہ کرو۔

سید ابو الاعلیٰ مودودیؒ اس آیت کی تفسیر کے ضمن میں تفہیم القران کے اندر یوں تحریر فرماتے ہیں۔

"یہ آیت ان معاشی بنیادوں کو قطعی منہدم کر دیتی ہے کہ جس پر قدیم زمانے سے آج تک مختلف ادوار میں ضبط ولادت کی تعریف ہوتی رہی ہے افلاس کا خوف قدیم زمانے میں قتل طفلان اور اسقاط حمل کا محرک ہوا کرتا ہے اور آج وہ تیسری تدبیر یعنی منع حمل کر طرف دنیا کو دھکیل رہا ہے لیکن منصور اسلامی کی یہ دفعہ انسان کو ہدایت کرتی ہے کہ وہ کھانے والوں کو گھٹانے کی تخریبی کوشش چھوڑ کر ان تعمیری مساعی کوشش میں اپنی قوتیں اور قابلیتیں صرف کرے جن سے اللہ کے بنے ہوئے قانون فطرت کے مطابق رزق میں افزائش ہوا کرتی ہے۔"[25]

2۔ کوئی شخص لڑکیوں کی پیدائش سے احتراز (بچنے) کیلئے ضبط تولید کرے تو ناجائز ہے۔ کیونکہ ان کی تزویج میں مشقت اور عار کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اور یہ نیت زمانہ جاہلیت کے مشرکین عرب کی ہے۔

(واذا الموودۃ سئلت بای ذنب قتلت)

ضبط تولید کی جائز صورتیں

1۔ باندیوں سے ضبط تولید کرنا تا کہ اولاد مزید باندی اور غلام بننے سے محفوظ رہے، ہر چند کہ اب باندیوں اور غلاموں کا رواج نہیں ہے۔ لیکن اسلام کے احکام دائمی اور کلی ہیں اگر کسی زمانہ میں یہ رواج ہو جائے تو باندیوں کے ساتھ ضبط تولید کا عمل جائز ہو گا۔

2۔ اگر سلسلہ تولید کو قائم رکھنے سے عورت کو شدید بیمار ہونے کا خدشہ ہو تو ضبط تولید جائز ہے۔

3۔ اگر مسلسل پیدائش سے بچوں کی تربیت اور نگہداشت میں حرج کا خدشہ ہو تو وقفہ سے پیدائش کیلئے ضبط تولید جائز ہے۔ کیونکہ جب گھر میں صرف ایک عورت اور نو دس ماہ بعد دوسرا بچہ آجائے تو اس کیلئے دونوں بچوں کا سنبھالنا مشکل ہوتا ہے۔

4۔ حمل اور وضع حمل کے وقفوں کے درمیان / دوران بعض صورتوں میں انسان اپنی خواہش پوری نہیں کر سکتا، اس لئے زیادہ عرصہ تک بیوی سے جنسی خواہش پوری کرنے کی نیت سے ضبط تولید کرنا جائز ہے۔

5۔ اگر کوئی شخص عورت سے محبت کی وجہ سے اس کو ایام حمل، دردزہ اور زچگی کی تکلیف سے بچانا چاہتا ہو تو یہ جائز ہے۔

6۔ عام طور پر بچوں کی پیدائش سے عورت کا حسن و جمال کو قائم رکھنے کیلئے یہ عمل کرے تو جائز ہے۔

7۔ بعض عورتوں کو آپریشن سے بچہ ہوتا ہے۔ بیوی کو آپریشن کی تکلیف اور جان کے خطرہ سے بچانے کیلئے یہ عمل جائز ہے۔

8۔ زیادہ بچوں کی تعلیم، پرورش اور تربیت کی خاطر انسان کو آمدنی کیلئے زیادہ محنت مشقت کرنا پڑتی ہے۔ انسان دوہری تہری نوکریاں اوور ٹائم (Over time) کرتا ہے اپنے آپ کو اس محنت و مشقت سے بچانے اور بار معیشت کو کم کرنے کیلئے یہ عمل جائز ہے، کیونکہ جس قدر آمدنی کیلئے مشقت کم ہو گی وہ اتنا ہی عبادت کیلئے فارغ ہو گا۔

ضبط تولید کی واجب صورتیں

1۔ جب پیٹ میں مزید آپریشن کی گنجائش نہ رہے تو ایسا طریقہ کرنا واجب ہے۔ جس سے تولید کا سلسلہ مکمل طور پر بند ہو جائے۔

2۔ اگر کوئی ماہر ڈاکٹر یہ کہے کہ مزید بچہ پیدا ہونے عورت کی جان خطرہ میں پڑ جائے گی۔ تب بھی سلسلہ تولید کرنا واجب ہے۔[26]

ضبط ولادت اور اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا

ضبط ولادت کے تمام پہلوؤں کا جائزہ لینے کے بعد شرکاءِ سیمینار نے مندرجہ ذیل فیصلے پر متفقہ طور پر منظور کیئے۔

1۔ کوئی بھی ایسا عمل جس کا مقصد نسل انسانی کے سلسلے کو منقطع یا محدود کرنا ہو اسلام کے بنیادی تصورات کے خلاف اور ناجائز ہے۔

2۔ بطور فیشن خاندان کو مختصر رکھنے یا تجارت و ملازمت کی مشغولیتوں کے متاثر ہونے یا سماجی دلچسپیوں میں رکاوٹ پیدا ہونے کی وجہ سے اولاد کی ذمہ داری سے انکار و گریز کو شرع اسلامی کسی حال میں قبول نہیں کر سکتی۔

3۔ جو خواتین بلند معیار زندگی کے حصول یا زیادہ سے زیادہ دولت جمع کرنے کی خاطر نوکریاں کرنا چاہتی ہیں۔ اور اپنے مقصد تخلیق اور اس مقدس فریضہ کو بھول جاتی ہیں جو قدرت نے نسل انسانی کی ماں کی حیثیت سے ان پر عائد کیا۔ ان کے مقاصد کی خاطر خاندان کو محدود کرنے کا تصور قطعاً غیر اسلامی ہے۔

4۔ جو بچہ موجود ہے اسکی پرورش، رضاعت، اور نشو و نما میں اگر ماں کے جلد حاملہ ہونے کی وجہ سے نقصان کا خطرہ ہے تو ایسی صورت میں مناسب وقفہ قائم رکھنے کی خاطر عارضی منع حمل تدابیر اختیار کرنا جائز ہے۔۔

5۔ دائمی منع حمل کی تدابیر کا استعمال مردوں کی طرف کیلئے کسی بھی حالت میں درست نہیں ہے۔ عورتوں کیلئے بھی منع حمل کی مستقل تدابیر ممنوع سوائے ایک صورت کے وہ استثنائی صورت یہ ہے کہ ماہر قابل اعتماد اطباء کی رائے میں اگلا بچہ پیدا ہونے کی صورت میں عورت کی جان جانے یا کسی عضو کے تلف ہو جانے کا ظن غالب ہو، تو اس صورت میں عورت کا آپریشن کرا دینا تاکہ استقرار حمل نہ ہو سکے جائز ہے۔

6۔ عارضی منع حمل کی تدابیر اور ادویہ کا استعمال بھی عام حالت میں جائز نہیں ہے۔

7۔ چند استثنائی صورتوں میں منع حمل کی تدابیر اور ادویہ کا استعمال مردوں اور عورتوں کیلئے درست ہے۔ مثلاً عورت بہت کمزور ہے۔ ماہر اطباء کی رائے میں حمل کی متحمل نہیں ہو سکتی اور حمل ہونے سے اسے شدید ضرر لاحق ہونے کا قوی اندیشہ ہے۔ ماہر اطباء کی رائے میں عورت کو ولادت کی صورت میں ناقابل برداشت تکلیفوں اور ضرر میں مبتلاء ہونے کا خطرہ ہو۔[27]

ضبط ولادت اور اسلامی نظریاتی کونسل آف پاکستان

اسلامی نظریاتی کونسل آف پاکستان نے ضبط ولادت کے ضمن میں مندرجہ ذیل فیصلہ صادر فرمایا ہے۔

ازروئے شریعت ضبط ولادت۔ تولید (عزل) کی اجازت انفرادی صورتوں میں مندرجہ ذیل حالات کے پیش نظر ہے۔

(1) جب کہ حمل کا ہونا بیوی کی صحت کیلئے نقصان دہ ہو۔

(2) جب کہ بیوی بیمار ہو۔ اور حمل کے باعث اس کی بیماری میں اضافہ کا اندیشہ ہو۔

(3)جب کہ ماں کا حاملہ ہونا ماں کی چھاتی سے دودھ پیتے بچے کی پرورش کیلئے نقصان دہ ہو۔

یہاں اس حقیقت کو واضح کر دینا ضروری ہے کہ اسلامی شریعت میں رزق کی تنگی کا خوف (خشیہ املاق) ضبط تولید کیلئے کبھی جائز سبب کے طور پر تسلیم نہیں کیا گیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ إِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَ إِيَّاكُم[28]"

ترجمہ: اور اپنی اولاد کو افلاس کے اندیشے سے قتل نہ کرو ہم انہیں بھی رزق دیں گے اور تمہیں بھی۔

ضبط تولید کا جسے خاندانی منصوبہ بندی اور (اب آبادی کی منصوبہ بندی) کہا جاتا ہے ریاست کی باقاعدہ پالیسی کے طور پر اپنانا اسلامی شریعت کی روح کے خلاف ہے۔ ضبط تولید کی وجہ سے معاشرہ اعتقادی، ارتداد، بے حیائی، قومی سطح پر جنسی بے راہ روی، ملکی دفاع اور اقتصادی ترقی کیلئے درکار افرادی قوت میں کمی کا شکار ہو جاتا ہے۔ نیز اس سے نفسیاتی، اعصابی تناؤ کے سبب بسا اوقات ماؤں اور بچوں کی صحت بھی متاثر ہوتی ہے۔

"کونسل نے اس دلیل کو رد کرتے ہوئے کہ آبادی میں اضافے سے قومی وسائل کم پڑ جائیں گے رائے ظاہر کی یہ دلیل اعداد و شمار کی رو سے غلط ثابت ہو چکی ہے۔ لیکن مغرب کے پروپیگنڈہ باز اپنی بدنیتی کے باعث اسے تیسری دنیا کے مالک و اقوام کے سامنے برابر پیش کیئے جا رہے ہیں۔ لہذا کونسل سفارش کرتی ہے کہ خاندانی منصوبہ بندی کے پروگرام کو حکومتی سطح پر ترک کیا جائے۔ وآخردعونا ان الحمدللہ رب العالمین اور ہمارا آخری قول یہ ہے کہ اللہ رب العالمین کی حمد اور اس کا شکر ہے۔"[29]

تجاویز اور سفارشات

1. **تعلیمی مہم**: افراد کو ضبط ولادت کے بارے میں اسلامی نقطہ نظر سے آگاہ کرنے کے لیے ایک مربوط تعلیمی مہم کی ضرورت ہے، جس میں ان مختلف حالات کو اجاگر کیا جائے جب یہ عمل جائز ہے۔
2. **طبی اور مذہبی تعاون**: اسلامی علما اور طبی ماہرین کے درمیان تعاون ضروری ہے تاکہ لوگوں کو ضبط ولادت کے بارے میں باخبر فیصلے کرنے میں رہنمائی فراہم کی جا سکے، خاص طور پر صحت کے حساس معاملات میں۔
3. **مزید تحقیق**: اسلامی مکاتب فکر کے مختلف نظریات پر مزید تحقیق کرنا ضروری ہے تاکہ اس موضوع پر ایک گہری اور جامع سمجھ بوجھ حاصل کی جا سکے۔

4. **قانونی فریم ورک :** ایسے قانونی فریم ورک کی حوصلہ افزائی کرنا جو اسلامی اصولوں کے مطابق خاندان کی منصوبہ بندی کو فروغ دیں، جبکہ ذاتی آزادی اور صحت کے حقوق کا احترام کیا جائے۔
5. **عوامی آگاہی کی مہم :** عوامی آگاہی کی مہمات کا آغاز کیا جائے تاکہ لوگوں کو ضبط ولادت کے بارے میں مذہبی احکام کی اہمیت سے آگاہ کیا جا سکے اور غلط فہمیوں اور اس کے غلط استعمال کو روکا جا سکے۔

خلاصہ بحث

اسلام میں ضبطِ ولادت کا مسئلہ مختلف حالات اور ضروریات کے تحت جائز یا ناجائز قرار دیا گیا ہے۔ عمومی طور پر، قومی یا اجتماعی سطح پر ضبطِ ولادت کو اختیار کرنا ناجائز سمجھا جاتا ہے، لیکن انفرادی یا شخصی حالات میں یہ بعض اوقات جائز، اور مخصوص صورتوں میں واجب بھی ہو سکتا ہے۔ مثلاً، اگر ماہر ڈاکٹر کی رائے کے مطابق مزید حمل عورت کی جان کے لیے خطرناک ثابت ہو، یا عورت کی صحت اتنی کمزور ہو کہ حمل کا بوجھ اٹھانے کی صلاحیت نہ رکھتی ہو، تو ایسے حالات میں تولید کا سلسلہ مکمل طور پر بند کرنا واجب ہو سکتا ہے۔ اسی طرح، اگر مزید آپریشن ممکن نہ ہو یا کسی دور دراز کے سفر، مثلاً حج جیسی مشقت میں حمل مشکلات پیدا کرے، تو عارضی طور پر ضبطِ ولادت جائز قرار دیا جا سکتا ہے۔ علاوہ ازیں، اگر زوجین کے تعلقات میں ہم آہنگی نہ ہو اور علیحدگی کا امکان ہو، یا دیگر خصوصی حالات ہوں تو انفرادی طور پر ضبطِ ولادت کو عذر کی حد تک جائز سمجھا جاتا ہے۔ تاہم، بلا عذر اس عمل کو اختیار کرنا مکروہ ہے اور عذر ختم ہونے کے بعد اس پر مداومت بھی ناپسندیدہ ہے۔ نتیجتاً، اسلام میں ضبطِ ولادت کا معاملہ انسانی صحت، زندگی کے تحفظ، معیشت، اور خاندان کے مفاد کو مدنظر رکھتے ہوئے حل کیا جاتا ہے۔ یہ ایک انفرادی اور عارضی فیصلہ ہو سکتا ہے، جس میں اسلامی تعلیمات کے بنیادی اصولوں کو سامنے رکھتے ہوئے محتاط حکمتِ عملی اپنانے پر زور دیا گیا ہے۔ اس کے تحت ایسے فیصلے کیے جاتے ہیں جو اعتدال، انصاف اور انسانی حقوق کے تحفظ کو یقینی بناتے ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حوالہ جات

[1] ڈاکٹر خالدی غزنوی، **ضبطِ تولید**، (لاہور: اعوان پبلشرز، ۱۹۶۴)، ۸۰۔

Ḍākṭar Khāldī Ghaznawī, *Ẓabṭ-i Tawlīd*, (Lāhaur: Aiwān Publishers, 1964), 80.

[2] سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ، **اسلام اور ضبطِ ولادت**، (لاہور: اسلامک پبلیکیشنز، ۲۰۰۴)، ۵۔

Sayyid Abū al-Aʿlā Maudūdī, *Islām aur Ẓabṭ-i Tawlīd*, (Lāhaur: Islamic Publications, 2004), 5.

[3] پروفیسر رفیع اللہ شہاب، **بہبود آبادی کا اسلامی تصور**، (لاہور: دوست ایسوسی ایٹ، ۱۹۹۶ء)، ۲۰۔

Prof. Rafīʿ Allāh Shahāb, *Bahbūd Ābādī kā Islāmī Taṣawwur*, (Lāhaur: Dost Associates, 1996), 20.

[4] M. Arshad Chohan, Fundamental of Gynaecology, (Lahore: Mar Publications),۱۵۴.

[5] Unabridge Dictionary of the English Language, (New York: Gramercy Books, ۱۹۸۹)

[6]سید ابو الاعلیٰ مودودیؒ، **اسلام اور ضبط ولادت**،(لاہور: اسلامک پبلیکیشنز، ۲۰۰۴)،۱۲-۱۴۔

Sayyid Abū al-Aʿlā Maudūdī, *Islām aur Ẓabṭ-i Tawlīd*, (Lāhaur: Islamic Publications, 2004), 12–14.

[7] M. Arshad Chohan, Fundamental of Gynaecology, (Lahore: Mar Publications),154.

[8]ڈاکٹر مفتی عبد الواحد، **فقہی مضامین**،(کراچی: مجلس نشریات اسلام،۲۰۰۶ء)،۲۸۹۔

Ḍākṭar Muftī ʿAbdul Wāḥid, *Fiqhī Maẓāmīn*, (Karāchī: Majlis Nashriyāt-i Islām, 2006), 289.

[9]مسلم بن الحجاج قشیری، **صحیح المسلم**،(بیروت: داراحیاالتوراث العربی،۱۴۰۵ھ)،۳/۴۰۲۔

Muslim ibn al-Ḥajjāj Qushayrī, *Ṣaḥīḥ Muslim*, (Bayrūt: Dār Iḥyā al-Turāth al-ʿArabī, 1405 H), 3/402.

[10]محمد بن اسماعیل بخاری، **صحیح البخای**،(بیروت، دارابن کثیر،۱۴۰۷ھ)،۳/۴۱۶۔

Muḥammad ibn Ismāʿīl Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, (Bayrūt: Dār Ibn Kathīr, 1407 H), 3/416.

[11]النساء:۴:۱۱۹.

Al-Nisāʾ: 4:119.

[12] ڈاکٹر مفتی عبد الواحد، **مریض و معالج کے اسلامی احکام**،(کراچی: مجلس نشریات اسلام،۲۰۱۳ء)،۳۰۸۔

Ḍākṭar Muftī ʿAbdul Wāḥid, *Marīz wa Muʿālij ke Islāmī Aḥkām*, (Karāchī: Majlis Nashriyāt-i Islām, 2013), 308.

[13]ڈاکٹر مفتی عبد الواحد، **مریض و معالج کے اسلامی احکام**،۳۰۸۔

Ḍākṭar Muftī ʿAbdul Wāḥid, *Marīz wa Muʿālij ke Islāmī Aḥkām*, 308.

[14] مسلم بن الحجاج قشیری، **صحیح المسلم**، الرقم:1453۔

Muslim ibn al-Ḥajjāj Qushayrī, *Ṣaḥīḥ Muslim*, Ḥadīth Number 1453.

[15] مسلم بن الحجاج قشیری، **صحیح المسلم**، الرقم:1438۔

Muslim ibn al-Ḥajjāj Qushayrī, *Ṣaḥīḥ Muslim*, Ḥadīth Number 1438.

[16]محمد بن اسماعیل بخاری، **صحیح البخای**،۲/۱۲۱۔

Muḥammad b. Ismāʿīl al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, 2/121.

[17]مسلم بن الحجاج قشیری، صحیح المسلم،۲/۱۱۳۔

Muslim b. al-Ḥajjāj, Qushayrī, *Ṣaḥīḥ Muslim*, 2/113.

[18]هود:٦:۱۱

Hūd: 6:11.

[19] سید قطب شہید، **تفسیر فی ظلال القرآن**،(لاہور: اسلامی اکادمی،۱۹۸۹ء)، ۴/ ۵۶۶ ۔

Sayyid Quṭb Shahīd, *Tafsīr fī Ẓilāl al-Qur ͗ān*, (Lāhaur: Islāmī Academy, 1989), 4/566.

[20] الحجر: ۱۵: ۲۱

Al-Ḥijr: 15:21.

[21] محمد بن اسماعیل بخاری، **صحیح البخای**، ۴/ ۵۶۶۔

Muḥammad ibn Ismā ͑īl Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, 4/566.

[22] ڈاکٹر مفتی عبد الواحد، **مریض و معالج کے اسلامی احکام**، ۳۱۰۔

Ḍākṭar Muftī ͑Abdul Wāḥid, *Marīz wa Mu ͑ālij ke Islāmī Aḥkām*, 310.

[23] **تحقیقات سعید ملت**، دورہ حدیث 2016 دار العلوم نعیمیہ کراچی

Taḥqīqāt-i Sa ͑īd Millat, Dora Ḥadīth 2016, Dār al- ͑Ulūm Naīmiyyah Karāchī.

[24] اسراء: ۱۷: ۳۱

Al-Isrā ͗: 17:31.

[25] سید ابو الاعلیٰ مودودیؒ، **تفہیم القرآن**،(لاہور: ادارہ ترجمان القرآن،۱۹۸۷ء)، ۲/ ۶۱۳ ۔

Sayyid Abū al-A ͑lā Maudūdī, *Tafhīm al-Qur ͗ān*, (Lāhaur: Idārah Tarjumān al-Qur ͗ān, 1987), 2/613.

[26] علامہ غلام رسول سعیدی، **شرح صحیح مسلم**،(لاہور: ضیا پبلیکیشنز، س ن)، ۳/ ۸۸۷۔

͑Allāmah Ghulām Rasūl Sa ͑īdī, *Sharḥ Ṣaḥīḥ Muslim*, (Lāhaur: Ḍiyā Publications, n.d.), 3/887.

[27] پہلا فقہی سیمینار (دہلی ۲۳ تا ۲۵ شعبان ۱۴۰۹ھ، مطابق ۱ تا ۳ اپریل ۱۹۸۹ء۔

Pahlā Fiqhī Seminar, (Dihlī 23–25 Sha ͑bān 1409 H, Muṭābiq 1–3 April 1989).

[28] الاسراء: ۱۷: ۳۱

Al-Isrā ͗: 17:31.

[29] سالانہ رپورٹ ۱۹۹۱۔ ۱۹۹۲، خاندانی منصوبہ بندی، اسلامی نظریاتی کونسل اسلام آباد، ۸۰۔

Sālānā Report 1991–1992, Khandānī Munẓūbah Bandī, Islāmī Nazariyātī Council, Islāmābād, 80.